سیرت نبیؐ اور مستشرقین

حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی
شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

کسی عظیم شخصیت کے متعلق تین امور ایک منصف مزاج محقق کی نگاہ میں قابل توجہ ہیں

۱۔ تاریخی تعارف

۲۔ ذاتی کردار

۳۔ ان کے دائرۂ کار سے متعلق کارنامے

۱۔ تاریخی تعارف اقوام عالم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبل جس قدر پیشوایانِ دین اور ہادیانِ ملت اور انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ ان کے تاریخی تعارف کے متعلق ان کی وفات سے لے کر اب تک یقینی طور پر اس سے زیادہ کچھ بھی معلوم نہیں جو بائبل میں ان کے متعلق مختصر تذکرہ درج ہے۔ اور وہ عدم محفوظیت اور تحریفات کی وجہ سے ان کی عظمت و شان کے خلاف ہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۲۱ میں ہے۔ "نوح نے شراب پی اور ننگا ہو گیا" اور حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق کتاب پیدائش باب ۱۹ آیت ۳۰ تا اختتام باب میں مذکور ہے "لوط نے شراب پی اور اپنی صاحبزادیوں سے ہمبستر ہوا وہ حاملہ ہوئیں اور ان سے اولاد پیدا ہوئی" انجیل متی باب ۲۶ میں ہے کہ "یہود اسکریوطی نے تیس روپے رشوت لے کر مسیح کو گرفتار کرایا"

بائبل کے ان حوالجات سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس میں جو تھوڑا بہت تذکرہ موجود ہے وہ بھی پر از اغلاط اور ناقابل اعتبار ہے۔ جو یہود اور نصاریٰ کے مذہب کی بنیادی کتاب ہے۔ باقی ان حضرات کے متعلق ان کے قریب زمانے میں کوئی مستند سوانح یا لائف سند کے ساتھ تحریر نہیں کی گئی۔ اس کے برخلاف حضور علیہ السلام کی ذات وہ واحد شخصیت ہے، جو تاریخی تعارف کے اعتبار

سے یکتا ہے۔ ان کی پیدائش، بچپن کے حالات اور زندگی کے کل واقعات سند کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی تعلیمات اور ملفوظات کا ایک ایک حرف مستند طریقے پر کتب حدیث و سیر میں موجود (درج) ہے۔ اور آج بھی اگر کوئی شخص آپ کی زندگی کا کوئی واقعہ معلوم کرنا چاہے تو معلوم کر سکتا ہے۔ گویا حضور علیہ السلام آسمانِ تاریخ کے ایک آفتاب عالمتاب ہیں جس میں آپ کی ذات کا ہر خد و خال نمایاں ہے۔ آپ کی زندگی کے حالات میں مختلف زبانوں میں مسلم و غیر مسلم مصنفین نے جس قدر کتابیں لکھی ہیں، آج تک کسی شخصیت کے متعلق اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں۔

احادیث | آپ کے ملفوظات دینی یعنی احادیث دس لاکھ سے زائد تحریر میں آچکی ہیں۔ اور ان کے حفاظ بھی موجود تھے، جن کو یہ ملفوظات زبانی یاد تھے۔ امام احمد حنبلؒ دس لاکھ احادیث اور امام ابوزرعہ سات لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ قسطلانی نے فلاس سے نقل کیا ہے کہ جو حدیث امام بخاریؒ کو معلوم نہ ہو وہ حدیث نہیں۔ یعنی آپکو حضور علیہ السلام کی تمام احادیث اور ملفوظات دینی یاد تھے۔

جن اہل ایمان نے حضور اکرمؐ کی صحبت پائی ہے، یعنی آپ کے دوست اور صحابہؓ تھے۔ ان میں صحابہؓ سے تقریباً بارہ ہزار کے احوال تاریخ میں قلمبند ہیں۔

کیا ایسی شخصیت دنیا اور خاص کر ایسے ملک میں جو امیین اور ناخواندوں کا ملک ہو، کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کی احادیث یعنی باتیں کروڑوں انسانوں کیلئے قانونِ زندگی کی حیثیت رکھتی ہوں اور دس لاکھ کی تعداد میں قلمبند ہوں اور صدیوں تک یہی تعداد مختلف محدثین کے سینوں میں محفوظ ہو۔ اور بارہ ہزار دوستوں کے احوال بھی صحیح سند کے ساتھ اور مستند طریقے سے ضبط تحریر میں آچکے ہوں، اس سے بڑھکر تاریخی تعارف کسی دوسرے انسان کو تاریخی دور کے کسی حصے میں حاصل نہیں ہوا ہے۔

۲۔ ذاتی کردار | حضور علیہ السلام کا عمل چونکہ امتِ محمدیہ بلکہ کل اقوامِ بشریہ کیلئے اسوہ حسنہ اور نمونۂ انسانیت کاملہ تھا، اس لئے دستِ قدرت نے سنتِ نبوی کی شکل میں اور امتِ محمدیہ صالحہ کے اعمال کی صورت میں اسکو محفوظ رکھا۔ تاکہ قیامت تک اگر انسان کامل بن جانے کی کوشش کرنیکا خواہاں ہو تو اس نمونہ کو سنتِ نبویہ سے حاصل کر سکتا ہے۔ اسوۂ نبوی یا محمدی اس قدر ایک بحر ناپیدا کنار ہے کہ اسکا احاطہ ناممکن ہے۔ لیکن ہم صرف ان میں سے چند امور (جن کو دوست دشمن سب تسلیم کرتے ہیں) بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

انسان بہیمیہ اور ملکیہ کا مجموعہ ہے۔ بہیمیہ تین صفات کو پیدا کرتی ہے۔ ۱۔ جوشِ نفس، یعنی اشتہات۔ ۲۔ قہر و غضب۔ ۳۔ تکبر و پندار۔ یہ تینوں اگر ملکیت کے تابع ہو جاتے ہیں تو تین کمالات

بالترتیب پیدا ہو جاتے ہیں، جوشِ نفس تابع ملکیۃ ہو کر عفت، پاکدامنی وقناعت اور پرہیزگاری میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ قہر وغضب شجاعت میں بدل جاتے ہیں۔ تکبر وپندار تواضع کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور انسانیت کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

ملکیۃ کے تابع ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ یہ تینوں بہیمی طاقتیں رضاء الٰہی کے ماتحت آجاتی ہیں۔ خواہشِ نفس محل رضاء الٰہی میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً نکاح۔ اور جہاں اللہ کی رضا نہ ہو۔ بلکہ غضب ہو وہاں استعمال نہیں ہوتی، مثلاً زنا وغیرہ۔ اسی طرح خواہش حلال کھانے اور کمانے میں استعمال ہوتی ہے۔ حرام کھانے اور حرام کمانے مثلاً سود، ظلم، غصب، چوری، رشوت اور دھوکہ وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتی۔ قہر وغضب حفاظتِ خود اختیاری یا حفاظتِ حقوقِ مظلومین وحفاظتِ حقوق الٰہیہ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اور اس کے خلاف مثلاً انسانوں پہ ظلم اور ناحق میں استعمال نہیں ہوتا یہی بہادری وشجاعت کہلاتی ہے۔ باقی درندگی ہے۔

ملکیۃ کا اثر تقویٰ خشیۃ اللہ اور خوفِ آخرت ہے۔ جس سے محاسبہ نفس علم ومعرفت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ کہ یہ اوصاف انسان ہی کے مخصوص کمالات ہیں۔ ان کمالاتِ چہارگانہ کے تحت ہم سیرت نبویہ پہ بحث کرتے ہیں۔

عفت وقناعت | ۱۔ عفت وقناعت یہ دو وصف حضور علیہ السلام کے ایسے ہیں کہ دوست دشمن اقراری ہیں کہ آپ نے بچپن سے جوانی اور جوانی سے ادھیڑ عمر تک یعنی قریباً ۵۳ سال کی زندگی اپنے دشمنوں یعنی کفارِ مکہ اور قریش میں گذاری، جہاں نہ کوئی حکومت موجود تھی نہ قانون، پورا ماحول سیاہ کارانہ تھا۔ اور اسکو عیب بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔ زنا، شراب اور سود خواری عام تھی۔ انہیں لوگوں میں رہ کر آپکو خلعتِ نبوۃ سے نوازا گیا۔ اور پوری سوسائٹی جانی دشمن بن گئی۔ اور آپ کے قتل کے درپے ہو گئے۔ لیکن ان دشمنوں کی زبان سے کبھی ایک لفظ آپ کی ذات کے متعلق نہ نکل سکا جو آپ کی پاکدامنی، عفت، قناعت اور امانت کے خلاف ہو۔ بلکہ آپ کو اپنے جھگڑوں کا حکم مان کر آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔ اور امینؐ کے لقب سے مشہور تھے۔ یعنی آپ وہ ذات ہیں کہ آپ سے ہر کسی کی جان، مال اور عزت باامن اور محفوظ ہے۔ بلکہ بعد از ہجرت آپ کے اس وقت کے بدترین دشمن ابو سفیان سے ہرقلیس شاہِ روم نے پوچھا کہ: ھل کنتم تتھمونہ بالکذب قبل ان یقول ما قال۔ کیا تم ان پہ جھوٹ کا گمان وتہمت کا خیال کرتے رہے ہو۔ دعویٰ نبوت سے پہلے۔ قال لا۔ جواباً ابوسفیان نے کہا کہ نہیں۔ آپ کی کفار میں بھی

سچائی کی اس شہرت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا، اور کفار نے جو قرآن کے دشمن تھے، بن کر اس کا انکار نہیں کیا۔ قرآن نے فرمایا : انھم لا یکذبونک ۔ کہ یہ کفار تم پر جھوٹ کا الزام نہیں دھرتے۔

پچیس سال کے جوشِ جوانی کی زندگی آپ نے تجرد اور توجہ حق میں گذاری۔ پھر حضرت خدیجہؓ کی درخواست پر جو چالیس سال کی بوڑھی تھیں اور جو تین شوہروں سے یکے بعد دیگرے بیوہ ہو چکی تھیں، اور دنیا سے ان کا دل سرد ہو چکا تھا۔ ایک سردار نے ہزار اونٹ کے مہر نکاح کی پیشکش کی، لیکن نکاح سے انکار کر دیا۔ حضرت خدیجہ پاکدامنی کی وجہ سے "طاہرہ" کے نام سے مشہور تھیں، ان کے غلام نے سفر شام کے جو احوال انہیں سنائے اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل عالم تورات و انجیل سے جو کچھ آپ کے متعلق سنا، ان سے حضرت خدیجہؓ کو یقین آگیا کہ آخری نبی آپؐ ہی ہوں گے۔ اس لئے از خود نکاح کی درخواست کی اور پچیس سال سے زائد عرصہ آپ نے اسی ایک بوڑھی بیوی کے نکاح پر قناعت کی۔ اگرچہ جوان عورتوں کی کمی نہ تھی۔ اس کے بعد جس قدر نکاح حضورؐ نے کئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے سوا سب بیوگان تھیں۔ جس پر یورپ کے مستشرقین نے اعتراض کیا اور بلا تحقیق جو جی میں آیا لکھ دیا۔

تعدد ازدواج | چنانچہ انہوں نے تعدد نکاح نبوی کو ہدف طعن بنایا۔ اور اسکو نفسانیت کا رنگ دیا۔ ان کے اس اعتراض کے تین اجزاء ہیں۔ ۱۔ نفس قانونِ تعدد پر اعتراض ۔ ۲۔ نیت نبوی پر اعتراض کہ اس نکاح کی محرک ہوائے نفس تھی۔ ۳۔ تعداد زوجات، امت کے حق میں چار تک ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے نو یا گیارہ تک نکاح کئے، اس فرق پر اعتراض۔

قانون تعدد نکاح پر اعتراض | ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قانون یورپ کے خود ساختہ قانون کا پابند نہیں۔ ہم اس سوال کا جواب دو طرح دیتے ہیں۔ (۱) نقلی یعنی یہود اور نصاریٰ کی مسلم کتاب بائبل سے۔ پہلا حوالہ ابو الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ بائبل پیدائش ۱۶/۴ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں بیک وقت تھیں۔ سارہ، ہاجرہ، قطورا۔

(۲) پیدائش ۲۹/۲۴ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیک وقت چار بیویاں تھیں۔ لیا، زلفہ، راخل، بلہہ ۔ (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بے تعداد زوجات یعنی بیویاں تھیں۔ استثناء ۲۱/۱۰-۱۵۔ (۴) حضرۃ داؤد علیہ السلام کی انیس ۱۹ بیویاں تھیں۔ شمویل ۱۶/۳ ۔ (۵) حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتیں تھیں۔ سلاطین ۱۱/۳۔ یہ سب بائبل کے مستند پانچ انبیاء علیہم السلام کی متعدد زوجات کے حوالے ہیں۔ اگر ان پر مستشرقین کو اعتراض نہیں ہے تو تعدد نکاح نبوی پر اعتراض کس منہ سے کرتے ہیں۔ یہ تو قانون تعدد نکاح کی نقلی دلیل عیسائیوں کی بائبل سے دی گئی۔ اب عقلی دلیل تعدد نکاح کی معلوم کرو۔ اور سن لو۔

(باقی آئندہ)